رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ ر تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر

ریویو آف ریلیجنز

اڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۹ | قادیان مورخہ ۱۶ر اگست ۱۹۳۰ء مطابق ۲۵ ربیع الاوّل ۱۳۴۹ھ | نمبر ۱۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ ۱۶ر اگست بروز ہفتہ واپس شملہ تشریف لے گئے۔ اخویم مولوی شیر علی صاحب چونکہ مری تشریف رکھتے ہیں۔ اسلئے مکرمی مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو مقامی امیر مقرر فرمایا۔

درخواست دعا۔ گذشتہ فاروق میں صفحہ ۲ کالم اوّل پر ایک دعائی درخواست کی گئی تھی۔ اب مکرر یاددہانی کے طور پر لکھا جاتا ہے۔ کہ احباب خاص طور پر برادرم مکرم بابو غلام محمد صاحب اختر سٹاف وارڈن ریلوے راولپنڈی کے واسطے دعا کریں۔ کہ ان کا ہیڈ کوارٹر بجائے کندیاں کے راولپنڈی رکھا جائے۔ اور افسران بالا کے دلوں میں خدا یہ ڈال دے کہ وہ راولپنڈی ہی ہیڈ کوارٹر رہنے دیں۔

جنازہ غائب۔ مکرمی محترمی جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل کی والدہ صاحبہ مکرمہ مرحومہ کا ۱۰ر اگست کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ان کی مغفرت کی دعا جنازہ غائب پڑھکر لیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کی صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین +

رسالہ ورزش جسمانی پر ریویو

(از مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ افریقہ)

آج کل سینما۔ تھیٹر۔ ناچ گانوں وغیرہ کی جیسی کثرت ہے۔ اور ان مخرب اخلاق مشاغل سے پبلک پر عموماً اور کم عمر بچوں پر خصوصاً جو برا اثر پڑ رہا ہے۔ ہمارے ملک اور قوم کے ہونہار بچے ان مخرب اخلاق مشاغل میں پھنسکر اپنی عمروں کو ضائع اور اپنی قیمتی زندگیوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بیڑی سگریٹ نوشی وغیرہ کی وبا بھی چوطرف پھیل گئی ہے۔ اور بعض تو منشیات بھی استعمال کر رہے ہیں۔ لہذا عامۃ الناس کو عموماً اور کم عمر بچوں کو خصوصاً جو ملک کے ہونہار پودے ہیں۔ متذکرہ بالا مخرب الاخلاق مشاغل سے روکنے اور ورزش جسمانی کی اہمیت ان کے ذہن نشین کرا کر اسپورٹس کے ساتھ دلچسپی پیدا کرنے۔ چٹہ۔ بیڑی۔ سگریٹ نوشی و دیگر منشیات کے استعمال کے نقصانات ظاہر کر کر ان سے باز رکھنے کے لئے ہمارے ایک احمدی نوجوان میاں عبدالحی صاحب نے جو نیچرل سائنس (Naturae Science) کے ماہر بھی ہیں۔ اپنے والد محترم کے (جو سلسلہ کے مخلص بزرگوں میں سے ہیں) زیر ادارت ورزش جسمانی کے نام سے ایک رسالہ کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کا ایک نمبر میرے سامنے ہے۔ میں نے اس کو نہایت مفید معلومات سے مملو پایا ہے۔ اور اردو زبان میں اس نوعیت کا یہ پہلا رسالہ ہے۔ جو میری نظر سے گذرا ہے۔ اس کا مطالعہ بلا تمیز مذہب و ملت تمام نوجوانوں۔ بچوں۔ طلباء مدارس و نیز لڑکیوں کے لئے بھی مفید اور ہر گھر میں اس کا پہنچنا ضروری سمجھتا۔ اور اپنے احباب سے پرزور سفارش کرتا ہوں۔ کہ اس کی توسیع اشاعت میں ہاتھ بٹائیں۔ یہ رسالہ انشاء اللہ آئندہ چل کر ملک اور قوم کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنی خود خریداری سے اور اور دوسروں کو خریداری پر آمادہ کر کے رسالہ کی ضرور امداد و سرپرستی فرمائیں گے۔ سالانہ چندہ تین روپے معاونین سے (۵) ہے۔ فقط۔

پتہ:۔ "مینجر رسالہ ورزش جسمانی" نارائن گوڑہ حیدرآباد۔ دکن +

(۱) احمدی احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ ان کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ ۔۔۔ (illegible) ۔۔۔ کے خطوط لکھنے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ راگست ۱۹۳۰ء

کلام الامام ازمسیح موعود علیہ السلام

اتمام الحجۃ علی المخالفین

اک فیصلہ کرنے والا اشتہار انعامی ہزار روپیہ

(۱)

"اس اشتہار کے وہ سب مکفر مخاطب ہیں۔ جو کافر اور اکفر کہنے سے باز نہیں آتے۔ خواہ لدھیانوی ہیں۔ یا امرت سری یا غزنوی یا بٹالوی یا گنگوہی یا پنجاب اور ہندوستان کے کسی اور مقام میں"

"اے علمائے مکفرین اُن آثار اور اخبار کی نسبت کیا کہتے ہو۔ جن کو امام عبدالوہاب شعرانی اور دوسرے اکابر متقدمین نے اپنی اپنی کتابوں میں مبسوط طور پر نقل کیا ہے جن میں سے کچھ حصہ مولوی صدیق حسن خان بھوپالوی نے اپنی فارسی کتابوں حجج الکرامہ وغیرہ میں بطور اختصار لکھا ہے کہ مہدی موعود کے چار نشان خاص ہیں۔ جن میں اُس کا غیر شریک نہیں۔

(۱) یہ کہ علماء اس کی تکفیر کرینگے۔ اور اس کا نام کافر اور دجّال اور بے ایمان رکھیں گے۔ اور تمام ملکر اُسکی تکذیب کرینگے۔ اور اس کی تحقیر اور سب وشتم کے لئے کمر باندھیں گے اور اس کی نسبت نہایت سخت کینہ پیدا کرینگے۔ اور اس کو ملحد اور مرتد خیال کرینگے۔ اور اس کی نسبت مشہور کرینگے کہ یہ تو اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ یہ مہدی کیسا ہے۔ اور لعنت اور کافر کافر کہنے کو موجب ثواب اور اجر سمجھیں گے۔ اور اس کو اس زمانہ کے مولوی ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ مگر آخری دنوں میں جب اس کی حقیقت کھُل جائیگی۔ محض نفاق سے مان لیں گے دل سے نہیں۔ اور مہدی کو قبول کرنے والے اکثر عوام یا گوشہ گزیں یا پاک دل فقرا ہونگے جو اپنے صحیح مکاشفات سے اس کو شناخت کرلیں گے۔ مگر مولویوں کو بجز اس کے اور کوئی حصّہ نہیں ملے گا کہ اس کو بیدین اور کافر اور دجّال کہیں گے۔ اور اس وقت کے مولوی اُن سب سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہیں ان کی زیرکی اور فراست جاتی رہے گی۔ وہ عمیق باتوں کو سن کر فی الفور انکار کر دینگے۔ کہ یہ باتیں تو ہمارے قدیم عقائد کے مخالف ہیں۔

(۲) دوسرا نشان مہدی موعود کا یہ ہے۔ کہ اس کے وقت میں ماہ رمضان میں خسوف کسوف ہوگا۔ اور پہلے اس سے جیسا کہ منطوق حدیث صاف بتا رہا ہے۔ کبھی کسی رسول یا نبی یا محدث کے وقت میں خسوف کسوف کا اجتماع رمضان میں نہیں ہوا۔ اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی رسالت یا نبوت یا محدثیت کے وقت میں کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن اکٹھے نہیں ہوئے۔ اور اگر کوئی کہے۔ کہ اکٹھے ہوئے ہیں۔ تو بار ثبوت اس کے ذمہ ہے مگر حدیث کا مفہوم یہ نہیں۔ کہ مہدی کے ظہور سے پہلے چاند گرہن اور سورج گرہن ماہ رمضان میں ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں تو ممکنات میں سے نکلا کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کو ماہ رمضان میں دیکھکر ہر ایک مفتری مہدی موعود ہونے کا دعوےٰ کرے۔ اور امر مشتبہ ہو جائے کیونکہ بعد میں مدعی ہونا سہل ہے۔ اور جب بعد میں کئی مدعی ظاہر ہوگئے۔ تو صاف طور پر کوئی مصداق نہ رہا۔ بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ مہدی موعود کے دعوے کے بعد بلکہ ایک مدت گذرنے کے بعد یہ نشان تائید دعویٰ کے طور پر ظاہر ہو۔ جیسا کہ ان لمھدینا ایتین ای لتائید دعوی مھدینا ایتین صاف دلالت کر رہی ہے۔ اور اس طور سے کسی مفتری کی پیش رفت نہیں جاتی۔ اور کوئی منصوبہ چل نہیں سکتا۔ کیونکہ مہدی کا ظہور بہت پہلے ہو کر پھر مؤید دعویٰ کے طور پر سورج گرہن بھی ہوگیا۔ نہ یہ کہ ان دونوں کو دیکھ کر مہدی نے سر نکالا اس قسم کے تائیدی نشان ہمارے سیّد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی پہلی کتابوں میں لکھے گئے تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد ظہور میں آئے۔ اور دعویٰ کے مصداق اور مؤید ہوئے۔ غرض ایسے نشان قبل از دعوی مہمل اور بے کار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان میں گنجائش افترا بہت ہے۔ اور اس پر اور بھی قرینہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ خسوف اور کسوف اور مہدی کا رمضان کے مہینے میں موجود ہونا خارق عادت ہے۔ اور صرف اجتماع خسوف کسوف خارق عادت نہیں۔

(۳) تیسرا نشان مہدی موعود کا یہ ہے۔ کہ اُس کے وقت میں ایک فتنہ ہوگا۔ اور نصاریٰ اور مہدی کے لوگوں کا ایک جھگڑا پڑ جائے گا۔ نصاریٰ کے لئے شیطان آواز دیگا۔ کہ الحق فی ال عیسیٰ یعنی حق عیسیٰ کے لوگوں میں ہے۔ اور فتح عیسائیوں کی ہے۔ اور مہدی کے لوگوں کے لئے آسمانی آواز آئے گی۔ یعنی نشانوں اور تائیدوں کے ساتھ ربانی گواہی یہ ہوگی۔ کہ الحق فی ال محمد یعنی حق مہدی کے لوگوں میں ہے۔ آخر اس آواز کے بعد شیطانی تاریکی اُٹھ جائیگی۔ اور لوگ اپنے امام کو شناخت کرلیں گے۔

(۴) چوتھی مہدی کی یہ نشانی ہے۔ کہ اس کے وقت میں بہت سے مسلمان یہودی طبع دجّال سے ملجائینگے یعنی وہ لوگ بظاہر مسلمان کہلائیں گے۔ اور دجّال کے ہاں کے ساتھ ہاں ملا دینگے۔ یعنے نصاریٰ کے دعویٰ فتح کے مصدق ہونگے۔ یہ چار نشانیاں ایسی ہیں۔ کہ مہدی کے لئے خاص ہیں۔ اور اگرچہ اس زمانہ سے پہلے بھی بہت سے اہل اللہ اور بزرگوں کو کافر ٹھہرایا گیا۔ مگر نشان کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ مہدی موعود کی اس زور وشور سے تکفیر کی جائیگی۔ کہ اس سے پہلے کبھی مولویوں نے ایسی زور وشور سے کسی کی تکفیر نہیں کی ہوگی۔ اور نہ کسی کو ایسے زور وشور سے دجّال کہا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس عاجز کو نہ صرف کافر بلکہ اکفر کہا گیا۔ ایسا ہی ممکن ہے۔ کہ پہلے بھی کسی مہینہ میں چاند گرہن اور سورج گرہن اکٹھے ہوگئے ہوں۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوا۔ اور ہرگز نہیں ہوا۔ کہ بجز ہمارے اس زمانہ کے دنیا کی ابتدا سے آج تک کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہینہ میں ایسی طور سے اکٹھے ہو گئے ہوں۔ کہ اس وقت کوئی مدعی رسالت یا نبوت یا محدثیت بھی موجود ہو۔ ایسا ہی اگرچہ پہلے بھی نصاریٰ سے مباحثات مذہبی ہوتے رہے ہے۔ لیکن جو نصاریٰ نے اب شوخیاں دکھلائیں۔ اور تمام ملک میں شیطانی آوازیں سنائیں۔ اور گدھوں پر سوار ہوئے۔ اور بہروپ بنائے۔ ایسا استہزاء انکی طرف سے کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ اور نہ اس استہزا کا بدل جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والا ہے۔ جو ربانی آواز ہے۔ کبھی ایسا ظاہر ہوا۔ جیسا کہ بعد اس کے ظاہر ہوگا۔ سننے والے یاد رکھیں۔ ایسا ہی اگرچہ بعض مسلمان جو منافق طبع ہیں۔ پادریوں کے ساتھ اس سے پہلے بھی مداہنہ کے ساتھ پیش آتے رہے ہیں۔ مگر جو اب مولویوں اور ان کے ناقص العقل چیلوں نے ان پادری دجالوں کے ہاں کے ساتھ ہاں ملائے اور ان کو فتحیاب قرار دیا۔ اور ان کی خوشی کے ساتھ خوشی منائی اور شوخی اور چالاکی سے صدہا اشتہار لکھے۔ اور اہل حق پر لعنتیں بھیجیں۔ اور ان لعنتوں سے نصاریٰ کو خوش کیا۔ اور نصاریٰ کو غالب قرار دیا۔ اس کی نظیر تیرہ سو برس میں کسی صدی میں نہیں پائی جاتی پس یہ اسی پیشگوئی کا ظہور ہے۔ کہ جو حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ ستر ہزار مسلمان کہلانے والے دجال کے ساتھ مل جائیں گے۔ اب علماء مکفرین بتلاویں۔ کہ یہ باتیں پوری ہوگئیں یا نہیں۔ بلکہ یہ دو علامتیں یعنی مہدی ہونے کے مدعی کو بڑے زور و شور سے کافر اور دجال کہنا اور نصاریٰ کی تائید کرنا۔ اور ان کو فتحیاب قرار دینا اپنے ہاتھ سے مولویوں نے ایسے طور سے پورے کیں۔ جن کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ نادانی سے پہلے باہم مشورہ کرکے صحیح نہ لیا۔ کہ اس طور سے تو ہم دو نشانیوں کا آپ ہی ثبوت دیدیں گے۔ جس شدومد سے اس عاجز کا تکفیر کی گئی ہے۔ اگر پہلے بھی کسی مہدی ہونے کے مدعی کی اس زور و شور سے تکفیر ہوئی ہے۔ اور یہ لعن و طعن کی بارش اور کافر اور دجال کہنا اور دین کا بیخ کن قرار دینا اور تمام ملک کے علماء کا اس پر اتفاق کرنا۔ اور تمام ممالک میں اس کو شہرت دینا پہلے بھی وقوع میں آیا ہے۔ تو اس کی نظیر پیش کریں۔ جو طابق النعل بالنعل کا مصداق ہو۔ ورنہ مہدی موعود کی ایک خاص نشانی انہوں نے اپنے ہاتھ سے قائم کردی ہے۔ اور پہلے بھی ایسا اتفاق انہوں نے نصاریٰ سے کیا ہے۔ اور ان کو غالب قرار دیا ہے۔ تو اس کی بھی نظیر بتلادیں۔ اور اگر پہلے بھی کسی ایسے شخص ..... کے وقت میں جو مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہو۔ چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں اکٹھے ہوگئے ہوں۔ تو اس کی نظیر پیش کریں۔ اور اگر پہلے بھی کسی مہدی کے لوگوں اور نصاریٰ کا کچھ جھگڑا پڑا ہو اور نصاریٰ نے اپنی فتحیابی کے لئے ایسی شیطانی آوازیں نکالی ہوں۔ تو اس کی نظیر بھی بتلادیں۔ اور ہم ہر چہار نظیروں کے پیش کرنے والے کے لئے **ہزار روپیہ نقد انعام مقرر** کرتے ہیں۔ ہم اس روپیہ کے دینے میں کوئی شرط مقرر نہیں کرتے۔ صرف اس قدر ہوگا۔ کہ بعد درخواست یہ ہزار روپیہ مولوی محمد حسن صاحب لدھیانوی کے پاس تین ہفتہ کے اندر جمع کرادیا جاویگا اور مولوی صاحب موصوف ایک تاریخ پر جو اُن کی طرف سے مقرر ہو۔ فریقین کو اپنے مکان پر بلاکر بلند آواز سے تین مرتبہ قسم کھائیں گے۔ اور کہیں گے کہ میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھاکر کہتا ہوں۔ کہ یہ واقعات جو پیش کئے گئے بے نظیر نہیں ہیں۔ اور جو کچھ ان کی نظیریں بتلائی گئی ہیں۔ وہ واقعی طور پر صحیح اور درست اور یقینی اور قطعی ہیں۔ اور بخدا ان نشانوں کے مصداق ہونے کا مدعی درحقیقت کافر ہے۔ اور میں بصیرت کاملہ سے کہتا ہوں۔ کہ ضرور وہ کافر ہے۔ اور اگر میں جھوٹ بولتا ہوں۔ تو میرے پر وہ عذاب اور قہر الٰہی نازل ہو۔ جو جھوٹوں پر ہوا کرتا ہے۔ اور ہم ہر یک مرتبہ کے ساتھ آمین کہیں گے۔ اور واپسی روپیہ کی کوئی شرط نہیں اور نہ عذاب کے لئے کوئی میعاد مقرر ہے۔" (انوار الاسلام)

فاروق:۔ یہ انعامی چیلنج حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۴ء میں شائع کیا تھا۔ مگر نامردگان مکذبین میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ مسیح موعودؑ جو مال تقسیم کر رہا ہے۔ اس کو آگے بڑھکر لیں۔ عنادر نسری اٹھا۔ نہ غزنوی نہ گنگوہی سب کو سانپ سونگھ گیا۔

پیغامی مشن

غیر مبایعین سے چند استفسار

(۱)

ہمارے بچھڑے ہوئے دوستو آج میں آپ سے چند ایسے امور پیش کرکے جواب باصواب کا ملتجی ہوں۔ جن کا آپ نہایت سچائی اور حذارتی سے تقویٰ کو مدنظر رکھکر آپ کی ضمیر جو کہے۔ وہ جواب عطا کرکے عند اللہ و عند الناس مشکوری کا موقعہ بخشیں۔ ہر ایک غیر مبایع بھائی سے میری یہ درخواست ہے۔ کہ وہ ضرور ان استفسارات کا جواب خواہ بذریعہ "پیغام صلح" یا بذریعہ خطوط میرے پاس ارسال فرماویں میں نہایت ہی شکرگذار ہوں گا۔

استفسارات یہ ہیں

(۱) حضرت مسیح موعودؑ کو احادیث نبوی میں کیوں نبی اللہ کہا گیا۔ اور دوسرے مجددوں کو کیوں اس نام سے نہیں پکارا گیا۔

(۲) جب آپ کے عقیدہ میں حضرت مسیح موعود کی نبوت دیگر مجددوں کی سی ناقص نبوت ہے۔ تو حضرت اقدس یہ کیوں فرماتے ہیں:۔

(الف) "جس قدر خدا تعالےٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی × × × × × پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں × × × × ضرور تھا۔ کہ ایسا ہوتا۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک

مولانا محمد علی صاحب کے ساتھ اس کے اخلاص کا یہ نتیجہ ہے۔ کیا یہ نتیجہ ہوسکتا ہے؟ نوٹ: انعام کو دس ہفتہ کے اندر ایک ہی شخص کو دیا جائے گا۔ آج بھی اگر کوئی شخص کھڑا ہو جائے تو اس کو ایک ہزار روپیہ نقد دیا جائے گا۔ ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالےٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پانے سے روک دیا۔ تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

(ب) "سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا۔ جو مجھ سے پہلے رسولوں اور برگزیدوں کو دی گئی۔" (حقیقۃ الوحی ص۶۳)

(ج) "واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم" یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کی ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۶۷)

(د) "ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہی مسیح موعود ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۶۵)

(ھ) "احادیث نبویہ میں یہ ایک پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ اور عیسیٰ اور ابن مریم اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا۔" (حقیقۃ الوحی ص۳۹)

(و) "اگر تمام خلفاء اُمت محمدیہ کو نبی کے نام سے پکارا جاتا۔ تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ اور کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے پکارا نہ جاتا۔ تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ کیونکہ موسیٰ کے خلفاء نبی ہیں اس لئے حکمت الٰہیہ نے یہ تقاضا کیا۔ کہ پہلے سب خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جاوے۔ اور ان کا نام نبی نہ رکھا جاوے۔ اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جاوے تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جاوے۔ تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص۴۳)

(ز) "صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" (حقیقۃ الوحی ص۶۷)

(ح) "میں وہی مہدی ہوں۔ جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا تھا۔ کہ ابوبکر رضؓ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بھی بہتر ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ص۳۳۷)

(ط) صحیح بخاری۔ صحیح مسلم اور انجیل اور دانیل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر ہے۔ وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔" (اربعین ۳ ص۲۵) تلک عشرۃ کاملہ ۔

(ی) اگر مندرجہ بالا تحریروں کے مقابلہ میں کسی کو لفظ مجدد سے مغالطہ لگے۔ تو وہ سُن لے۔ کہ حضرت اقدسؑ کے مجدد ہونے کا ہم کو بھی اقرار ہے لیکن مجددیت نبوت کے منافی نہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ "ہمارے نبی اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے۔" دیکھو لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۔ کیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبی نہیں۔ کیونکہ مسیح موعود نے آپؐ کو مجدد کہا ہے؟

(ہ) اگر یہ کہا جاوے۔ کہ بعض جگہ حضرت مسیح موعود نے دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے۔ اور بعض جگہ ظلی نبوت کا لفظ تحریر فرمایا ہے۔ تو اس کی نسبت اقتباسات ذیل پر غور فرمایا جاوے۔

(ی) "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور سے کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ)

"اور میرا یہ قول کہ ؎ من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب اس کے معنی صرف اس قدر ہیں۔ کہ میں صاحب شریعت (رسول) نہیں ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(ک) "ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ جو صاحب کتاب ہو۔" (بدر ۶ ریویو ۱۹۰۸ء)

(ل) "مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں۔ کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں۔"

(اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

۵۔ بعض غیر مبایع بزرگ سلف اٹھا چکے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت دوسرے مجددوں کی سی ہے۔ اب وہ حضرات جو اس خیال کے ہیں۔ براہ مہربانی اپنے اس عقیدہ کو حضرت اقدسؑ کی تحریروں سے مقابلہ فرماویں۔ اور پھر دونوں کی تطبیق کر کے دنیا کو دکھلاویں۔ تو خود ظاہر ہو جائے گا۔ کہ غیر مبایع حضرات کہاں تک حق کے حامی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ مجددوں کو نبی مانا جاوے۔ تو حسب تحریر حضرت اقدس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں رخنہ واقع ہو جاتا ہے ؎ ؎ ؎ ؎ کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ اور ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا ہے۔ تذکرۃ الشہادتین ص۴۳۔ اگر ایک کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا۔ تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ تذکرۃ الشہادتین ص۴۳۔

(ع) حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ کہ "خدا تعالےٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اور اس قدر نشان دکھائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں۔ تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" چشمہ معرفت ص۳۱۷۔

آپ ٹھنڈے دل سے غور فرماویں۔ کہ جس مدعی کے نشانات ہزاروں کی نبوت کو ثابت کر سکتے ہیں۔ تو وہ صاحب نشانات کی نبوت کو کیوں ثابت نہیں کر سکتے فتدبروا۔

نیز حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"مدت ہوئی میری دعوت کی شکایت میں نے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۳ حاشیہ فتدبروا)

انیسویں صدی کا مہر شتی

جو بالکل نایاب ہے اور لاجواب کتاب ہے۔ اور آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند صاحب کی تاریک زندگی کو بجلی کی روشنی میں دکھانے والی کتاب ہے۔ اس کی اصلی قیمت صرف ۱۰ ار تھی۔ بعد میں دو روپیہ کو ایک ایک نسخہ فروخت ہوا۔ وہ بھی ختم ہو گیا۔ اب ۸ جلدیں اس شہرہ عالم کتاب کی ایک کتب فروش سے ہمیں ملی ہیں۔ اور اس نے ایک روپیہ فی نسخہ فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔ لہذا جن احباب کو اس کی بہت تلاش تھی۔ اور وہ بار بار مانگتے تھے۔ ان کو بہت جلد بذریعہ وی پی منگا لینی چاہیئے۔ وی پی ایک نسخہ کا معہ محصول ڈاک ایک روپیہ چھ آنہ میں پہنچے گا۔ اور اگر آٹھوں جلدیں ملکر ایک جگہ منگائی جاویں۔ تو صرف نو روپیہ معہ محصول ڈاک میں ارسال ہونگی۔ فوراً منگالیں + (مینیجر فاروق قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

پرکاش یہ ہوشش باش

ہاتھ ملتے رہے خود آگ لگانے والے
کچھ جلا خانۂ دل یوں کہ بجھایا نہ گیا

آریوں کا اخبار "پرکاش" مورخہ ۱۴ر جولائی زیر عنوان "رشی دیانند کی شان میں گستاخی" یوں تحریر کرتا ہے۔ کہ کون آریہ ہے۔ جو فاروق میں یہ الفاظ پڑھے۔ اور اس کا دل چھلنی نہ ہو جائے۔ کہ:۔

"پنڈت اندرمن جو کسی وقت پنڈت دیانند کا بدزبانی سکھانے اور اسلام کے متعلق غلط تعلیم پڑھانے میں استاد تھا۔ محض سوامی جی کی بددیانتی کے باعث سماج سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ یہ الفاظ ان قادیانیوں کے فاروق کے ۲۱ جون کے پرچے کے صفحہ پر نکلے ہیں۔ جو اپنی امن پسندی اور مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔ رشی دیانند کی شان میں اس قسم کی شر انگیز گستاخی کی فاروق کو کیوں جرأت ہوئی اس لئے کہ گورنمنٹ نے جو قانون تمام بانیان مذاہب کے تحفظ کے لئے بنایا تھا۔ عملی طور پر وہ صرف اسلام کے بانی کے تحفظ کے لئے ہی سمجھ لیا گیا ہے ورنہ قانون کا ڈنڈا گمان امن شکنوں کے خلاف چلایا جاتا۔ تو یہ اتنے بزدل ہیں۔ کہ اس کی ایک ہی چوٹ کی تاب نہ لاکر سیدھے ہو جاتے"۔ (ص ۶ کالم ۱)

مہاشہ جی اس تمام عبارت کو پڑھکر مجھے آپ کی حالت پر بڑا رحم آیا۔ اور آپ کی عقل پر ماتم کیا۔ بھلا مہاشہ جی چھلنی کو کیا بسلط ہے کہ خیاج کو یہ طعنہ دے۔ کہ تمہارے اندر کتنے سوراخ ہیں! آپ کو یہ جرأت نہ ہو سکی۔ کہ اس واقعہ حقہ کی تردید کر سکتے۔ اور یہ بات آپ کی طاقت سے باہر تھی۔ کہ آپ اس کی تردید کے لئے قلم کو حرکت میں لاتے۔ جبکہ تمام ہندوستان کے سب لوگ عموماً اور باشندگان اٹاوہ شہر خصوصاً اس بات کو خوب جانتے ہیں۔ کہ پنڈت اندرمن محض اور محض دیانند کی خلاف دیانت کارروائی کے باعث سماج سے متنفر ہو کر علیحدہ ہو گیا تھا۔ اخبارات کے پرانے فائل اس بات کے شاہد ناطق ہیں۔ اور کتابوں کے ورق اس کی صداقت کے قائل ہیں۔ لو غور سے سنو اور اپنے سر کو دھنو۔ ورنہ اس کی تردید کر کے سنسار کا کلیان کرو پرانوں کی حقیقت پر بحث کرتے ہوئے۔ جناب پنڈت پرسرام جی فیاض اپنی مشہور عام کتاب پورانِ درشن اردو کے صفحہ ۹۴ پر یوں فرماتے ہیں:۔

"تو کیا تعجب کہ منشی اندرمن جی نے یہ الفاظ ان دنوں لکھے ہوں۔ جن دنوں وہ آریہ سماجی تھے۔ اور بقول منشی اندرمن سوامی جی (دیانند) اندرمن کے نام پر اپیل کر کے جمع کردہ روپیہ کا بہت سا حصہ خود ہضم کر گئے۔ اور اس وقت اندرمن بوجہ متنفر ہونے کے ابھی سوامی جی سے الگ ہوئے تھے۔ اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ سوامی جی (دیانند) سے الگ ہونے کے بعد لکھا ہے۔ تو کیا وہ اس وقت وہ آریہ سماج کو بھی تلانجلی دے چکے تھے ممکن ہے۔ کہ آریہ سماجی ہوں۔ صرف سوامی جی (دیانند) سے ہی نفرت ہو گئی ہو"۔

مہاشہ جی کیسی ٹھکانے کی بات بتائی۔ اور خود اندرمن کے قول سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ پنڈت دیانند جمع کردہ چندہ کا بہت سا روپیہ بغیر ڈکار کے خورد برد کر کے خلاف دیانت فعل کا مرتکب ہوا تھا۔ کہو دوست کیسی پتہ کی بتائی ہے ؎

تمہیں کہتے ہیں قاتل یا خطا میری بتاتے ہیں
مجھے بھی دیکھنی ہے منصفی انصاف والوں کی

افسوس کہ آپ کے ان الفاظ پر بھی بجز حسرت و یاس کے آپ کے پلے کچھ نہ پڑا۔ کہ:۔

"کون آریہ ہے۔ جو ذیل کے الفاظ پڑھ اور سن کر اس کا دل چھلنی نہ ہو جائے"۔

مہاشہ جی کچھ تو عقل کے ناخن لو۔ کیوں بہکی بہکی باتیں بنا رہے ہو۔ بھلا کونسا ایسا عقل کا اندھا آریہ ہوگا۔ کہ سچے اور اصل واقعہ کو پڑھکر بھی افروختہ نہ ہو۔ جبکہ آریوں کے مایۂ ناز اور مشہور اپدیشک لالہ لکھشمن جی نے یہ صاف فرما دیا ہے۔ کہ:۔

"جج جو فیصلہ میں کسی کو چور۔ کسی کو قاتل کسی کو شرابی کسی کو بدمعاش۔ کسی کو دغاباز وغیرہ لکھتے ہیں۔ تلخ کلام اور غیر مہذب نہیں کہے جا سکتے"۔

(رنگیلا رشنک دیانند اردو حصہ اوّل صفحہ ۹۷)

چلو چھٹی ہوئی۔ اگر ہم جج ہوتے تو سزا بھی دلا دیتے اور دغاباز بھی قرار دے دیتے۔ مگر چونکہ ہم جج نہیں ہیں۔ صرف واقعہ نگار ہیں۔ اس لئے ہم ان کے دھوکہ کو مدنظر رکھتے ہوئے سوامی جی کے اس فعل کو یقیناً بددیانتی کہکر بقول آریہ اوپدیشک کسی سخت کلامی یا تلخ کلامی وغیرہ کے مرتکب نہیں ہو سکتے ؎

تو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دیانندی دوست واقع میں اگر ان معمولی مگر پاز صداقت الفاظ سے کسی آریہ کی دل شکنی کا ذرہ سا بھی شائبہ پایا جا سکتا ہے۔ یا اگر کوئی نیم پاگل آریہ اس ہستی کے لئے جس کے گھر کا پتہ ہے نہ گھاٹ کا تا اس کے ملنے جلنے یا جان پہچان والوں سے اس کی شرافت کا حال دریافت ہو سکے۔ اس قدر سینہ کوبی کر سکتا ہے۔ تو اسی ذہنیت کو مدنظر رکھتے ہوئے خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنے اہل و عیال کی قسم کھا کر (کیونکہ میں یہ خوب جانتا ہوں۔ کہ آپ کو خدا سے زیادہ عزیز اولاد ہے) بتائیں کہ اگر کوئی شریر۔ بدباطن اور بے حیا انسان کروڑہا انسانوں کے واجب الاحترام ہستیوں کی اس طرح توہین کرتا ہے کہ حضرت گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ کو جاہل۔ خود پسند۔ بھگت کبیر کی ولادت کو ناجائز اور حضرت نبی اکرم فخر موجودات سرورِ کائنات صلعم کو شہوت پرست کہتا ہے تو کیا وہ اس سے زیادہ ملامت کا مستحق نہیں۔ خوب غور کر کے جواب دو۔ اور ان گیدڑ بھبکیوں اور خام خیالیوں کو دل سے نکال دو۔ کہ ہم آپ کے خیالی ہوائی قلعوں سے ڈر جائیں گے۔ اور منہ کی پھونکوں سے بھاگ جائیں گے۔ اور کاغذی گھوڑوں کی آہٹ سے حواس باختہ ہو جائیں گے۔ وہ کونسا موقعہ ہے۔ جس پر آپ نے نیش زنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے سے دریغ کیا تھا۔ وہ کونسا پہلو ہے۔ جو آپ نے
ہمارے مٹانے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ وہ کونسا مکر
ہے جو ہماری بربادی کے لئے نہ استعمال کیا گیا
کیا بگاڑا تم نے ہمدموں سے ہمارا آج تک
اژدہا بن بن کے آئے ہو گئے پھر سو سمار
اگر آپ کے دل میں اب بھی کوئی ارمان ہے۔ تو آؤ مرد
میدان بنو۔ دنیاوی عدالت کے سامنے ناک رگڑنے
کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خدائی عدالت سے فیصلہ
مانگو۔ تا حق اور جھوٹ میں پھر ایک بار فرق ظاہر ہو جائے
میں اس بات کے لئے قسم اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔
کہ پنڈت دیانند نے یقیناً بد دیانتی کی۔ اور اگر آپ کو
اس میں شک ہو۔ تو آپ کے لئے قسم ہے۔ اس پرمیشور
کی جس کو آپ بھی مانتے ہیں۔ میرے ساتھ مباہلہ کر لو۔ پھر
دیکھو خدا کیسا چمکتا ہوا نشان دکھاتا ہے۔ کیسی عمدگی
کے ساتھ باطل کا رد کرتا ہے۔ ہماری طرف سے یہ تو
اجازت ہے۔ کہ پاؤں سے لیکر چوٹی تک کا زور لگا لو۔ تا
ہم کو شاتکو۔ ہماری جان نکلوا لو۔ پھانسی دلوا دو۔
ہمارے سامنے ہمارے بچوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔
جیتے جی ہماری کھال اتار دو ؎

مردوں کو جان دینے میں کب ننگ و عار ہے
بزدل کو نقش پا بھی نشان مزار ہے

لیکن ہمارے رسولوں کو ہمارے بزرگوں کو ہمارے
خدا کو برا کہنا چھوڑ دو۔ بلکہ تمام جہان کے بزرگوں
کی عزت کرو۔ کسی کو گالی نہ دو۔ ہم کو دیانند سے ذاتی
کوئی بیر نہیں ہے۔ اس نے ہم کو ناحق دکھ دیا۔ ہمارا
دل و جگر جلایا۔ ہم کو کند چھری سے ذبح کیا۔ ہمارے
بزرگوں کو برملا گالیاں دیں۔ ہماری عزتوں پہ ہاتھ
ڈالا ؎

تیرے ظلم و ستم کی داد دینے کو مرے لب پر
فغاں آتی ہے نالے آتے ہیں فریاد آتی ہے
جب تک شتیارتھ پرکاش کا چودھواں سمولاس صفحہ
ہستی پر موجود ہے۔ ہم کو اپنے ننگ کے لئے مجبور ہیں۔ جب
تک اس باب کا ایک ایک لفظ موجود ہے۔ ہم اس پر
نوحہ کرتے رہیں گے۔ اگر آپ کو واقعہ میں ہماری باتوں
سے رنج ہوتا ہے۔ تو ہمارے رنج کو دور کر دو ہم
ناحق ستائے گئے۔ مگر اُف نہ کیا۔ بڑی طرح دکھ
دیئے گئے۔ مگر صبر کیا۔ آخر ہم انسان ہیں۔ اب صبر کا پیالہ
لبریز ہو چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ ہم بے
عزتی کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اب بھی وقت
ہے۔ کہ صلح کے لئے ہاتھ بڑھاؤ۔ تا روز روز کی لڑائی
ختم ہو جائے۔ ورنہ یہ یاد رکھو ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ہم آپ سے کوئی جاگیر نہیں مانگتے۔ آپ کا اور ہمارا
کوئی ملکی جھگڑا نہیں ہے۔ ہم آپ سے صرف شرافت
کا برتاؤ چاہتے ہیں۔ جس طرح ہم آپ کے سابقہ
بزرگوں کی عزت کرتے ہیں۔ اگر آپ دیانند کی ستیارتھ
پرکاش سے چودھواں سمولاس نکال دیں۔ تو روز کا جھگڑا
ختم ہو جائے گا۔ اور پھر ہم دیانند سے بھی کوئی سروکار
نہ رکھیں گے۔ ورنہ مجبوراً ہم کو پھر دیانندی واقعات
صحیحہ کا اظہار کرنا پڑے گا۔ ہم کو عزت کی پرواہ ہے۔
نہ قید کا ڈر۔ پھانسی سے خوف کھاتے ہیں۔ نہ جلاوطنی
ہمارے لئے روک ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ مسلمہ
امر ہے۔ کہ اگر ہمارے نبی کی عزت میں فرق آرہا ہو۔
اور ہم بے غیرت بن کر چپ ہو رہیں۔ تو یہ ہمارے لئے
موت سے بدتر ہے۔ بلکہ ابدی لعنت ہے۔ دیانندی
بھائی اگر آپ کو اپنے خود ساختہ رشی کی عزت پیاری
ہے۔ تو ہم کو بھی وہ رسول جو خدا کا فرستادہ ہے۔ جان
سے زیادہ عزیز ہے۔ عزت سے زیادہ قیمتی ہے ؎

زیر گردوں بد نہ بولے گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

اس کے بعد ہمارے کرم فرما مہاشہ کرشن نے بڑی
جرأت سے بغیر کسی ثبوت کے ہم کو مندرجہ ذیل خطابات
عنایت کئے ہیں:۔

"قانون کا ڈنڈا اگر ان امن شکنوں کے خلاف
چلایا جاتا تو یہ اتنے بزدل ہیں۔ کہ اس کی ایک
ہی چوٹ کی تاب نہ لاکر سیدھے ہو جاتے"۔
دیانندی دوست ہم کو آپ کی یہ پیشکش منظور
نہیں۔ اور ہم بڑے افسوس سے یہ ظاہر کرتے ہیں۔
کہ امن شکن اور بزدل کے خطابات آپ کے ہی نشانیان
شان ہیں۔ بندہ جہالت کچھ تو عقل کو کام فرمایا ہوتا۔
کوئی ثبوت بہم پہنچایا جاتا۔ واقعات کو بھول جانا اور
ناکردنی گناہ دوسرے کے گلے مڑھنا شرافت سے
بعید ہے۔ کچھ تو شرماؤ۔ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالو
اور غور کرو کہ کیا ہمارے بھائی ڈاکے ڈال کر پھانسی پہ
لٹکائے گئے۔ یا ہم کو نیک چلنی کی ضمانتیں داخل کرنی
پڑیں۔ ہمارے پریس ضبط ہوئے یا ہمارے اپدیشکوں
کی زبان کو لگام دی گئی۔ یا ہمارے اپدیشک کے بستر
سے ریوالور اور کارتوس نکلے۔ ہماری کتابیں ضبط ہوئیں
آخر کچھ تو ثبوت دیا ہوتا ؎

آئینہ ان کا ٹوٹ گیا میرے ہاتھ سے
اب کوئی منہ دکھانے کی صورت نہیں رہی

یہ بڑائی آپ کو ہی مبارک ہو۔ امن شکنی آپ کے ہی
حصہ میں آئی ہے۔ ہمارا اس سے کیا کام ہے۔ ہمیں
اس سے کیا مطلب۔ امن شکنی آپ کو ہی مبارک ہو۔
لو غور سے سنو۔ اس کا ثبوت بہم پہنچاتا ہوں۔ تاکہ بعد
میں آپ کو مجھ پر کوئی گلہ نہ رہے۔

(۱) کاکوری کے ڈاکو "راجندر ناتھ لہری آپ
کٹر آریہ سماجی تھے۔ گونڈا کے رہنے کے
رہنے والے تھے"۔ (رام پرشاد بسمل ص ۹)
"بچپن میں ہی آپ کو آریہ سماج سے محبت
پیدا ہو گئی۔ مشہور سوامی سومدیو (آریہ ایدیشک)
ان کے گورو تھے۔ ان ہی کے سامنے رام پرشاد
نے دیس سیوا کی قسم لی تھی"۔ روشن سنگھ "آپ
ضلع شاہجہان پور کے رہنے والے تھے۔ آپ
بھی کٹر آریہ سماجی تھے"۔

(ملاپ لاہور ۱۷ر نومبر ۱۹۲۹ء ص ۲۲)

(۲) "اگر مقدمات پر نظر ڈالی جائے۔ میرٹھ کی
سازش ہو یا لاہور کی ہماری نظر ہندو نوجوانوں
پر ہی پڑتی ہے۔ کانگرس کی تعلیم کا سب سے بڑا
اثر یہ ہے۔ کہ اس کی وجہ سے ہندو نوجوانوں کو
خواہ مخواہ گورنمنٹ کے خلاف بھڑکایا جاتا ہے۔
جس کی وجہ سے ہر روز کئی نئی سازشوں کا ظہور ہوتا ہے"

(اخبار ہندو لاہور ۲۱ر اکتوبر ۱۹۲۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) سر ویلنٹائن چرول اخبار لنڈن ٹائمز کے ایک خاص نامہ نگار کی حیثیت سے ۱۹۰۷-۱۰ء میں ہندوستان آئے۔ انہوں نے ہندوستانی بے چینی پر کئی مضامین کا ایک سلسلہ لکھا جو انگلستان میں بڑے شوق سے پڑھا گیا۔ ان مضامین میں سے ایک صرف آریہ سماج پر تھا۔ انہوں نے اس مضمون میں لکھا۔ کہ:۔

"بے چینی کی نہایت خطرناک قسمیں عملی طور پر ہندوؤں تک ہی محدود ہیں۔ اس لئے اسے ہندوستانی بے چینی کہنے کے بجائے یہ صحیح ہوگا۔ کہ اسے ہندوؤں کی بے چینی کہا جائے۔ آریہ سماج کے متعلق سر ویلنٹائن چرول نے لکھا۔ کہ:۔

"دیانند کی تعلیمات کا مقصد اتنا ہندو دھرم کی اصلاح نہیں۔ جتنا کہ غیر ملکی اثرات کا سرگرم مقابلہ ہے"

"۱۹۰۷ء کے راولپنڈی کے فسادات کے لیڈر آریہ تھے۔ ان فسادات سے پہلے سیاسی تحریک میں زیادہ نمایاں حصہ لینے والے لاجپت رائے اور اجیت سنگھ تھے۔ اور یہ دونو اصحاب بھی سرکردہ آریہ سماجی تھے۔ بھائی پرمانند کے خلاف جو مقدمہ چلایا گیا۔ اس میں بعض ایسے خطوط پیش کئے گئے جو لاجپت رائے نے بھائی جی کو انگلستان لکھے تھے۔ اور جن میں سیاسی خیالات کا اظہار کیا گیا۔ بھائی پرمانند سے بم تیار کرنے کے مختلف نسخے برآمد ہوئے۔ پٹیالہ میں ۷۶ آریہ سماجیوں کے خلاف مغویانہ کارروائیوں کے لئے مقدمہ چلایا گیا۔ آریہ سماجیوں کے غیر مشروط اظہار افسوس پر یہ مقدمہ واپس لے لیا گیا۔"

(پرتاب لاہور یکم دسمبر ۱۹۲۹ء)

ہمانشہ کرشن اب آپ کی حالت بڑی قابل رحم ہوگی آپ حیران ہوں گے۔ کہ یہ کیا بلا جان پر جھک سی لی ہے۔ ہمانشہ جی طوالت کا ڈر ہے ورنہ آپ کی تمام گذشتہ تاریخ کو نمبروار پیش کر دوں۔ کیا کروں۔ ایڈیٹر کا ڈنڈا بڑا زبردست ہے۔ جو آپ کی زیادہ مرمت نہیں کرنے دیتا۔ ورنہ دل میں بڑے ارمان ہیں جو کچھ کبھی ظاہر کروں گا۔ ہمانشہ جی آپ کی یہ بڑی غلطی ہے۔ جو آپ نے احمدیوں کو بھی اپنے جیسا خیال کر کے یہ تحریر کر دیا ہے۔ کہ:۔

"قانون کا ڈنڈا ان اس شکنوں (احمدیوں) کے خلاف چلایا جاتا۔ تو یہ اتنے بزدل ہیں۔ کہ اسکی ایک ہی چوٹ کی تاب نہ لاکر سیدھے ہو جاتے"

اس کی بجائے آپ کو یہ تحریر کرنا چاہیئے تھا۔ کہ واقعات اس بات کے شاہد ناطق ہیں۔ کہ آریہ سماجی گو اس شکن فتنہ پرور۔ فساد کی جڑھ ہیں۔ مگر کمبخت ایسے بزدل ہیں۔ کہ صرف مقدمہ کی ہی تاب نہ لاکر سیدھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسے ضدی اور ہٹ دھرم ہیں۔ کہ بس کیا کہنا شرم چہ کنی است کے پیش دیانندیاں بیاید ؛

(فتح محمد احمدی شرما عفی اللہ عنہ از کراچی)

آنریبل مجسٹریٹ درجہ اوّل

سردار امیر محمد خانصاحب کوٹ قیصرانی تحریر فرماتے ہیں

"اگرچہ میری طبیعت اشتہاری دواؤں سے متنفر تھی۔ لیکن آپ کا اشتہار ایک احمدی بھائی کی جانب سے اور احمدیت کے مرکز سے جاری شدہ تھا۔ اس لئے آپ کی خدمت میں **شربت فولاد** کے واسطے لکھا گیا جو کہ آپ نے فوراً بھیجدیا۔ اس کا استعمال مطابق آپ کی فرمائش کے کیا گیا۔ مریضہ ہسٹیریا کی مرض میں اکثر مبتلا رہتی تھی۔ خداوند تعالےٰ کے فضل و کرم سے مریضہ کو اب بالکل آرام ہے۔ اور آپ کا **شربت فولاد** ہسٹیریا کا تیر بہدف علاج ہے۔ اور آپ کا فرمانا بالکل بجا ثابت ہوا ہے۔ اور جس طرح جو جو فوائد شربت مذکور کے بتلائے گئے تھے۔ ویسے ہی پائے۔ مہربانی فرما کر ایک بوتل اور شربت فولاد ارسال کر دیں"

شربت فولاد عورتوں کی بیماریاں متعلقہ رحم کمی و بیشی حیض ناطاقتی اٹھرا اور ہسٹیریا کی بہترین دوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۷۰ چھٹاک تین روپے محصول ۸ر۔

تیار کردہ: **فیض عام میڈیکل ہال قادیان** پنجاب

تین نایاب کتابیں

(۲)

نعم الوکیل

اس کتاب میں اُن مکفر مولویوں کے وجوہات کفر کا مکمل جواب ہے۔ جن وجوہات کی بناء پر وہ احمدیوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ یہ تحریری ثبوت غیر احمدیوں کے مقدمہ میں جو ان کی طرف سے ریاست پٹیالہ میں احمدیوں پر اس بناء پر دائر تھا۔ کہ احمدی کافر ہیں۔ اس لئے غیر احمدی عورت کا نکاح اُن سے نہیں رہ سکتا۔ نکاح فسخ ہونا چاہیئے۔ اس تحریری بیان سے جو احمدیوں نے داخل کیا۔ مقدمہ احمدیوں کے حق میں فیصلہ پاکر احمدی پختہ مسلمان قرار دیئے گئے۔ صرف ایک نسخہ باقی ہے۔ جس کی قیمت اس وقت دو روپیہ ہے۔ ضرورتمند اس کو منگالیں ؛

التشریح الصحیح لالہامات المہدی والمسیح

یہ ایک طرح سے نعم الوکیل کا دوسرا حصہ ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے ان ۲۹ الہامات کے متعلق بحث کی گئی ہے۔ جن کو غیر احمدی مولوی خلاف اسلام اور قرآن مجید کے مخالف اردے کر حضرت مسیح موعودؑ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ قابل دید۔ چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ ؛

تذکرۃ المہدی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیس سالہ چشم دید حالات و مناظرات جن کو مکرمی پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے مسلسل اخبار الحق دہلی میں بعہد خلافت اوّل طبع کرایا۔ اور پھر خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس کو کتابی صورت میں ایک جا جمع کر دیا ہے۔ جو بالکل نایاب ہے۔ اور ایک نسخہ بھی اس کا اب ملتا نہیں۔ صرف دو نسخہ اتفاقاً دستیاب ہوئے ہیں۔ جن کی قیمت فی نسخہ اس وقت علاوہ محصول ڈاک پانچ روپیہ ہے۔

مینیجر فاروق قادیان

درخواست دعا۔ اخی ام شیخ عبدالرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ انبالہ کا پوتا بشیر احمد بی۔ اے جو لاہور کالج میں پڑھتا ہے۔ بیمار ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہودی مشن،

مولوی ثناء اللہ کی وہی ایک ٹانگ

(از برادرم فخر الدین صاحب ملتانی)

(۱)

مولوی ثناء اللہ کی بذریعہ موت زندگی کے متعلق متعدد مرتبہ ہزاروں صفحات لکھے جا چکے ہیں۔ جن کے جواب الجواب میں مولوی ثناء اللہ یا اس کے کسی چیلے چانٹے کو کچھ لکھنا سرخ موت کا سامنا معلوم دیتا ہے۔ البتہ وہی مرغے کی ایک ٹانگ کہکر اپنے گانٹھ کے پورے ہمنواؤں کا گھر پورا کر دیتے ہیں۔ مگر جب اس کے غائبانہ شیدائی مولوی ثناء اللہ کے پیش کردہ قل و دل کو کافی سمجھ کر باہر کسی احمدی کے سامنے رکھکر منہ کی کھاتے ہیں۔ تو پھر منہ دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں۔ اس لئے ابوالوفا کی صفت عارفی کے تقاضا کے ماتحت مولوی ثناء اللہ کا فرض ہے۔ کہ اپنے جتھہ داروں کو اس خفت عامہ سے بچانے کے لئے جواب الجواب میں بھی کچھ نہ کچھ خامہ فرسائی کرتا رہے۔ ورنہ مولوی ثناء اللہ خوب جانتا ہے۔ کہ جواب الجواب میں سکوت اختیار کرنے سے جماعت احمدیہ کا کوئی نقصان نہیں۔ بلکہ حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات کے بعد مولوی ثناء اللہ کی زندگی کی موجودگی میں جماعت احمدیہ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور انشاء اللہ کرتی چلی جائیگی۔ کیونکہ اس کی بنیاد صداقت اور حقیقت پر قائم ہے۔

آخری فیصلہ اور انعامی چیلنج

اس آخری فیصلہ کے متعلق مولوی ثناء اللہ کو سینکڑوں روپیہ قادیان کے جلسوں میں اور اخباروں میں بطور انعام پیش کر کے چیلنج کیا گیا۔ کہ ہماری پیش کردہ طریق پر صرف حلف ہی اٹھا لو۔ اور انعام حاصل کرو۔ مگر اس کو کبھی بھی جرأت اور حوصلہ نہیں ہوا۔ قادیان کے جلسہ میں میری آنکھوں کے سامنے وہ نظارہ پھر جاتا ہے۔ جب جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے نہ ایک نہ دو بلکہ متعدد اشتہارات مشتملہ برانعام مولوی ثناء اللہ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ تو مولوی صاحب موصوف مارے گھبراہٹ کے بار بار پانی منگا کر نوش جان فرماتے تھے۔ اور پنکھے والوں کو ہدایت فرمائی جاتی تھی۔ کہ پنکھا ہلاؤ۔ چہرہ مبارک عرق ندامت و خجالت میں پانی پانی ہو رہا تھا۔ کیونکہ اس وقت مولانا ابوزر بھی میں تشریف فرما تھے۔ اخبار اہلحدیث کے دفتر میں نہ تھے۔ کہ جو کچھ آپ شتاب جی میں آیا۔ ڈسک اور تکیہ کے مابین بیٹھ کر لکھ دیا۔ اور اپنے خریداروں کی آنکھوں میں جھونک دیا۔ اس وقت مختلف خیالات کی یلغار اور بیگانی پبلک موجود تھی۔ انعامی زرد سیماب کی تھیلیاں چھنکا چھنکا کر مجسٹریٹ انچارج کے ہاتھ میں سپرد کی گئیں۔ کہ جونہی مولوی ثناء اللہ ہماری پیش کردہ حلف اٹھا دیں۔ فوراً یہ سربمہر تھیلیاں مولانا ابوزر کے سپرد کر دی جائیں۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب وہ بیش بہا انعامات حاصل کرنے کی تاب نہ لا سکے ؎

قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا

امرتسری قوم نوح کی جون میں

پس یہ بڑی زبردست اور بولتی چالتی دلیل ہے۔ مولوی ثناء اللہ کے تمام بیانات کے کذب پر جو اکثر اہلحدیث میں مختلف جونوں میں ڈھال کر پیش کئے جاتے ہیں۔ اپنے پرانے دستور العمل کے مطابق مولوی ثناء اللہ نے ۱۵ اگست کے اہلحدیث میں عمل غیر صالح کا مصداق بن کر اسی رٹنی کو پھر رٹا ہے۔ اس میں تو ایسی نئی بات نہیں۔ جس کے جواب کی طرف کسی خاص توجہ کی ضرورت ہو۔ تاہم جیسے ابلیس بموجب روایات قدیمہ کے کبھی سانپ کی جون میں ظاہر ہوتا تھا۔ اور کبھی مکارہ بڑھیا کی جون میں اسی طرح اب آل بدولت قوم نوح کی جون میں ظاہر ہوئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے تئیں نوح قرار دیا ہے۔ اور نوح نے بھی دعا کی تھی۔ جو قبول ہوئی تھی۔ اسی طرح مرزا صاحبؑ نے بھی ایک دعا کی تھی۔ کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں ہلاک ہو۔ مگر بجائے مولوی ثناء اللہ کے ہلاک ہونے کے خود فوت ہوئے۔ اس لئے کاذب ٹھہرے۔ یہ اشتہار الگ بھی چھپوایا گیا ہے۔ خریداران اہلحدیث ایک روپیہ فی سینکڑہ کے حساب سے جلد دفتر اہلحدیث سے طلب کر لیں۔" المخلص از اہلحدیث ۱۵ اگست ۳۰ء

ناظرین اس ملخص میں ایک روپیہ فی سینکڑہ والا ٹیپ کا مصرعہ خاص طور پہ قابل داد ہے۔ اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے۔ کہ تم نے اس مضمون میں کون سے ایسے نئے نکات معرفت درج کر دیئے ہیں۔ جن کی وجہ سے مضمون کو چار چاند لگ کر عدد فی سینکڑہ کے حساب سے قیمتی بن گیا ہے۔ یا وہی اپنی سابقہ عادت "آلہ دے نوالہ" کی پوری کرنی مقصود ہے ؟

ابوزر امرتسری نو کی یہودیانہ خصلت

میرے اعتقاد اور ایمان کے مطابق "یہ آخری فیصلہ" والا نشان حضرت مرزا صاحب کے محکم اور زبردست نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ اور بغیر کسی تشابہ اور ابہام کے صریح طور پر لفظ بہ لفظ پورا ہوا ہے۔ مگر ان کے لئے جو حق بین آنکھ رکھتے ہیں۔ شپرہ چشم لوگوں کے لئے تو شمس فی النہار بھی کالعدم کا حکم رکھتا ہے نہ ماننے والوں نے تو شق القمر جیسے کھلم کھلا معجزہ کا بھی سحر مستمر کہکر انکار کر دیا تھا۔ ایسے لوگوں کو ہم تو کیا انبیاء علیہم کا گروہ بھی نہیں ہو سکتا۔ ورنہ اگر مولوی ثناء اللہ یا ہمچو قسم معاندین حق مابین انبیاء کے معیار صداقت اور اصولوں پر حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت بالخصوص یہ آخری فیصلہ والا عظیم الشان نشان پرکھ کر دیکھیں۔ تو ان کا تمام گذشتہ انبیاء کی صداقت پر ایمان تازہ ہو۔ اگرچہ اس وقت اس "آخری فیصلہ" پر دلائل کا اعادہ بظاہر لاحاصل معلوم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ اس ابوزر امرتسری کی یہ عادت ثانیہ ہو چکی ہے۔ کہ ہر جا و بیجا موقعہ پر اپنی خصلت تخریف سے فائدہ اٹھا کر آخری فیصلہ کی ان عبارات کو پیش کر کے اپنا اُلّو سیدھا کرتا رہتا ہے۔ جو لا تقربوا الصلوٰۃ کی مصداق ہیں۔ اور دوسرے حصہ اشتہار کو استدلال میں عمداً چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ابوزر امرتسری کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تتبع میں کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا ہے۔ تاکہ ابوزر امرتسری تنہا بہ پیش قاضی روی راضی آئی کا مصداق ہو کر حق کو ملتبس کرنے میں کامیاب نہ ہو۔

معاندین کے حق میں سنت اللہ

مگر قبل اس کے کہ میں آخری فیصلہ کے اشتہار کو درج کر کے نفس مضمون شروع کروں۔ اس سنت الٰہیہ کو بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے معاندین کے حق میں جاری ہے۔ اور جو حق و باطل کے درمیان فیصلہ کے لئے شاہراہ ہے وہ یہ کہ قرآن مجید اور بائیبل اور دیگر سابقہ کتب سماویہ سے ظاہر ہے۔ کہ جس جس رنگ اور طرز میں معاندین نے انبیاء پر حملہ کیا۔ اسی رنگ میں ان دشمنانِ حق کو جواب دیا گیا۔ اور ہلاک کیا گیا۔ مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھو۔ کہ دربار فرعون میں ساحروں نے مقابلہ کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی اسی رنگ میں نصرت کی۔ اور اسی میدان میں ساحروں کو شکست فاش ہوئی۔ ورنہ اگر یوں ہوتا۔ کہ ساحر تو دربار فرعون میں جمع ہوتے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بجائے ساحروں سے مقابلہ کرنے کے نوح کشتی کی کوشش کرتے یا اور کوئی راہ مقابلہ کی اختیار کرتے۔ تو وہ یقیناً راہ فرار سمجھی جاتی۔ پس فرعون اور ساحروں نے صداقت کا معیار ہی یہ قرار دے رکھا تھا۔ کہ اگر اُن ساحروں کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کامیاب ہوں۔ تو سمجھا جائے گا۔ کہ آپ حق پر ہیں۔ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق غور کرو۔ کہ حضرت نوح نے دعویٰ رسالت کر کے نصیحت کی۔ کہ بت پرستی سے باز آؤ۔ اور میری پیروی کرو۔ ورنہ طوفان کا عذاب تمہیں ہلاک کر دیگا۔ اور تم تمام غرق کئے جاؤ گے مگر قوم نوح نے جواب میں کہا۔ یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فأتنا بما تعدنا ان کنت من الصٰدقین۔ کہ اے نوح تو ہمارے ساتھ بہت جھگڑ چکا ہے۔ اگر تو سچا ہے۔ تو لا جس کا تو ہمیں وعدہ دیکر ڈراتا ہے۔ پس قوم نوح نے صداقت کا معیار طوفان کے آنے کو قرار دیا۔ چنانچہ طوفان آیا۔ اور حضرت نوحؑ کی صداقت پر مہر کر گیا اگر اس وقت قوم نوح ابوزر امرتسری کی طرح اس طریق فیصلہ سے روگردانی کرتی۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی طریق پیش کرتی۔ تو یقیناً وہی طرز اختیار کیا جاتا۔ کیونکہ فیصلہ وہی ناطق ہوتا ہے۔ جو مسلمہ فریق مخالف ہو۔ مگر انہوں نے بغیر ایچ پیچ کے صریح الفاظ میں مطالبہ کیا۔ کہ فأتنا بما تعدنا۔ تو لازمی امر تھا۔ کہ اب طوفان ہی آتا۔

مخالفین مسیح موعود کا انجام

اسی طرح ہمارے زمانہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کے مخالفین نے جس جس طریق فیصلہ کو اختیار کیا۔ اسی اسی طریق سے ان پر اتمام حجت ہوئی۔ چراغ الدین جمونی نے حضرت مرزا صاحبؑ کی ہلاکت طاعون سے چاہی۔ تو وہ خود طاعون سے ہلاک ہوا۔ ڈوئی نے حضرت مرزا صاحبؑ کی ہلاکت چاہی۔ خود ہلاک ہوا۔ غلام دستگیر نے ہلاکت چاہی خود ہلاک ہوا۔ مولوی سعد اللہ لدھانوی کے لئے پیشگوئی ہوئی کہ وہ ابتر مریگا۔ وہ باوجود لڑکا موجود ہونے کے ابتر مرا۔ اور ابوزر جیسے بیسیوں نے اس کے لڑکے کی شادی کرانے میں جان و مال سے مدد کی۔ مگر اس کا لمبیت سے کچھ نہ بن سکا۔ اور آخر فوت ہو کر حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت پر مہر کر گیا۔ پھر لیکھرام نے پیشگوئی کی۔ کہ مرزا صاحبؑ تین سال میں فوت ہو جائیں گے۔ اور ان کی ذریت میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کی پیشگوئی کے مطابق تیغ براں سے ہلاک کیا گیا اور اس کی ذریت میں سے ایک بھی نام لیوا تک نہ رہا۔ الٰہی بخش اکونٹنٹ نے اپنے تئیں موسیٰ اور حضرت مرزا صاحبؑ کو فرعون قرار دیا۔ تو طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو کر اپنی فرعونیت اور مرزا صاحبؑ کی صداقت پر گواہی دی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے ظاہر کیا۔ کہ میں نے ہی مرزا صاحبؑ کو اونچا کیا ہے۔ اور میں ہی ان کو نیچا کر کے دکھاؤں گا۔ مگر اس قول میں وہ حق پر نہ تھا۔ مرزا صاحبؑ کو اونچا کرنے والی مقتدر ہستی نے چند ہی روز میں اس کو ایسا نیچا کیا۔ جو محتاج بیان نہیں۔ مولوی ثناء اللہ خود اس پر شاہد ہے۔ کیونکہ مولوی ثناء اللہ محمد حسین بٹالوی کو عروج کے زمانہ میں اپنا روحانی پیشوا قرار دیکر اس کی کفش برداری پر فخر کیا کرتا تھا۔ مگر بٹالوی کے آخری زمانہ میں جبکہ اس پر ہر طرح نزع کی حالت طاری ہو رہی تھی۔ اس روحانی پیوند نے نہ صرف اس کو چھوڑ دیا۔ بلکہ خوب لے دے رہی۔ ایسی متروک و مخذول حالت میں بٹالوی کی موت محض اس کے بڑے بول کے باعث ہوئی کیوں؟ محض اس لئے کہ اس نے معیار صداقت اسی کو قرار دیا۔ ایک مولوی نور احمد نے ملتان میں کتاب بذا اس کے حاشیہ پر حضرت مرزا صاحبؑ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔ کہ کسرہ اللہ تعالےٰ یعنی اللہ تعالےٰ مرزا صاحبؑ کو توڑ کر ہلاک کرے۔ تو ابھی یہ کتاب شائع ہی ہوئی تھی۔ کہ سرسام کے عارضہ میں مولوی مذکور مبتلا ہوا۔ اور کبھی یونانی اور کبھی ڈاکٹری علاجوں کا تختہ مشق بن کر ٹوٹ ٹوٹ کر جان دی۔ اور اس طرح جوان مرگی کا شکار ہوا۔ غرضیکہ میں ان نظائر کو کہاں تک بیان کرتا جاؤں۔ جس نظیر کو دیکھو۔ اس میں معیار صداقت یہی ملے گا۔ کہ جس طریق سے دشمن حق نے فیصلہ چاہا۔ اسی طریق سے اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کیا۔ بالآخر اگر مولوی ثناء اللہ پر معیار صداقت کا تان ٹوٹا۔

امرتسری کی ابتداء مخالفت

مولوی ثناء اللہ نے نے مولوی فاضل پاس کر کے گھر آئے۔ شیخ الکل دہلوی اور محمد حسین بٹالوی اور علمائے غزنوی کی اونچی دکانوں کو دیکھکر جی للچایا۔ تو مرزا صاحبؑ کی مخالفت کا ڈھونگ رچایا۔ اور اسی میں اپنی ترقی اور کامیابی کا راز نظر آیا۔ اخبار اہلحدیث کا جال بچھایا۔ اور بے لگام قلم کو اٹھایا۔ اور حق کی مخالفت میں چلایا۔ اور انجام کے خیال کو دل سے بھلایا۔ ایک طرف تو خفیہ خفیہ حضرت مرزا صاحبؑ کی تصانیف سے مخالفین اسلام کے خلاف فائدہ اٹھایا۔ اور دوسری طرف محسن کشی کا یہ نمونہ دکھلایا۔ کہ اپنے محسن کے مقابلہ میں اُتر آیا۔ اس طرح ناخلف اور محسن کش کہلایا۔ پس اس محسن کش ابوزر نے حضرت مرزا صاحبؑ کی جوتیوں کے طفیل کافی شہرت حاصل کر لی۔ اور شدہ شدہ اکابر میں قدم رکھنے لگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیونکہ انبیاء کے مخالفین میں سے اکابر کی ڈگری اس کو ملتی ہے۔ جو بدزبانی اور دشنام دہی میں یدطولیٰ اور زبان دراز رکھتا ہو۔ اور وہ چشم بددور مولوی ابوزر امرتسری کو کافی سے زیادہ حاصل ہے۔ آخر نوبت بایں جا رسید۔ کہ مباہلہ کی الٹگیں اٹھنے لگیں۔

مسیح موعود کا پیشکردہ طریق فیصلہ

حضرت مرزا صاحبؑ نے اعجاز احمدی میں لکھدیا۔ اگر مولوی ثناء اللہ یہ چھپا ہوا مضمون بطور اشتہار شائع کردیں۔ کہ:۔

"میں (مرزا صاحبؑ) کو کذاب اور دجال اور کافر سمجھتا ہوں۔ اور جو کچھ یہ شخص مسیح موعود ہونے اور صاحب الہام اور وحی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس دعویٰ کا میں جھوٹا ہونا یقین رکھتا ہوں۔ اور اے خدا میں تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ میرا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ اور اگر یہ شخص فی الواقع مسیح موعود ہے۔ اور فی الواقع علیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ تو مجھے اس شخص کی موت سے پہلے موت دے۔ اور اگر میں اس عقیدہ میں صادق ہوں۔ اور یہ شخص درحقیقت دجال بے ایمان کافر مرتد ہے اور حضرت مسیح آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جو کسی نامعلوم وقت میں پھر آئیں گے۔ تو اس شخص کو ہلاک کر تا فتنہ اور تفرقہ دور ہو۔ اور سلسلہ کو ایک دجال اور مغوی اور مضل سے ضرر نہ پہنچے"۔ آمین ثم آمین ؛

(اعجاز احمدی صـ ۱۵)

"تو یقیناً مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں ہلاک ہونگے"

(اعجاز احمدی صـ ۳)

مگر اس اعلان کے شائع ہوتے ہی مولوی ابوزر پر کچھ ایسی اوس سی پڑ گئی۔ کہ اس صاف اور سیدھے فیصلہ کن راہ کی طرف بالکل نہ آیا۔ اور وہی حسب معمول آئیں بائیں شائیں کرتا رہا۔ کیونکہ سیدھا راستہ اختیار کرنے میں اس کو سرخ موت نظر آرہی تھی۔ جس وثوق اور زور سے وہ زبان سے پبلک کو کہتا تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نعوذ باللہ کاذب ہیں۔ اور حضرت مسیح ناصری زندہ آسمان پر ہیں۔ وہ دل سے نہیں مانتا تھا۔ اس لئے اس پیالہ کو وہ ہمیشہ "ٹالتا رہا۔ یہاں تک۔ کہ "آخری فیصلہ" والی منزل پر پہنچ گیا۔ ثناء اللہ کی اس بجزوی کی بناء پر اس آخری فیصلہ والے اشتہار میں حضرت مرزا صاحبؑ نے خود ہی دعا کردی تاکہ صداقت مشتبہ حالت میں نہ رہے۔ اسی اشتہار کو ابوزر امرتسری نے پھر تازہ اہلحدیث میں شائع کرکے اپنے اندرونہ کو ظاہر کیا ہے۔ ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ اس اشتہار میں حضرت مرزا صاحبؑ نے سچے فیصلہ کی درخواست کی ہے۔ اور حضور کو یہ یقین تھا۔ کہ جس طرح پہلے مباہلین اور معاندین نے اسی امر کو فیصلہ قرار دیا تھا۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو۔ ماسی عام اصول اور معیار کی بنا پر امرتسری بھی آمادہ ہوگا۔ اسلئے حضرت صاحبؑ نے دعا میں یہ بھی تحریر فرمایا۔ کہ ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور اگر میں سچا ہوں تو ثناء اللہ کو میری زندگی میں نابود کر" پس اگر مولوی ثناء اللہ اس اعلان کی تصدیق اظہار خاموشی سے ہی کرتا یا جیسا کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اس اعلان میں لکھدیا تھا کہ "بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے۔ کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"۔

مولوی ثناء اللہ کا پیشکردہ طریق فیصلہ

مولوی ثناء اللہ اس اعلان کو اپنے اخبار میں چھاپ کر نیچے لکھدیتا۔ کہ مجھے اس سے اتفاق ہے۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو۔ تو بس قصہ ختم ہو جاتا۔ کیونکہ معیار صدق وکذب مسلمہ فریقین ہوکر فیصلہ مسلمہ فریقین سمجھا جاتا۔ مگر برعکس اس کے مولوی ثناء اللہ نے اس اشتہار کے نیچے لکھا تو یہ:۔

(۱) "یہ دعا آپ نے بغیر میری منظوری کے شائع کی

(۲) اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا۔

(۳) میرا مقابلہ آپ سے ہے۔ اگر میں مرگیا۔ تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہوسکتی ہے۔ اور جب کہ بقول آپ کے مولوی غلام دستگیر مولوی اسمٰعیل امرتسری ڈوئی اسی طرح سے مرگئے ہیں۔ تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے۔ بیشک اسی طرح اگر یہ میرا واقعہ بھی ہوگیا۔ تو کیا نتیجہ ؟

(۴) آپ نے بڑی چالاکی یہ کی۔ کہ ان دنوں طاعون کی شدت ہے۔ کہ مُردوں کا اٹھانا مشکل ہو رہا ہے ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے۔ ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے۔ کہ اگر مخالف مرگیا تو تمہاری چاندی ہے۔

(۵) تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں۔ پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کرکے طاعون زدہ کو کاذب جانیں گے۔

(۶) یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کرسکتا ہے۔

(۷) آپ اس دعا میں (کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی) قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ سنومن کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مداً۔ انما نملی لھم لیزدادو اثماً ویمدھم فی طغیانھم یعمھون وغیرہ آیات تمہاری اس دلیل کی تکذیب کرتی ہیں۔

(۸) اور سنو۔ بل متعنا ھولاء وابآءھم حتی طال علیھم العمر جن کے صاف یہی معنے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں۔ پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو۔ کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی"۔ بقدر الحاجۃ بلفظہٖ اہلحدیث ۲۲ر اپریل

اس کی تائید میں اپنے پٹھو حکیم محمد الدین کے نام پر ایک اشتہار بایں مضمون بھی شائع کیا:۔

"کہ آنحضرت کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مگر اس کی زندگی میں آنحضرت صلعم کا انتقال ہوا۔ اور وہ زندہ رہا۔ بتلاؤ اب تمہارے خیال کے مطابق مسیلمہ کذاب جو آنحضرتؐ کے بعد زندہ رہا۔ سچا نبی ہوا۔ تو آنحضرت صلعم کیا ہوئے"۔

اب انصاف پسند اور حق جو طبائع کے لئے مولوی ثناء اللہ کی متذکرہ بالا تحریرات اس آخری فیصلہ کے سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔ جو کسی مزید تشریح یا توضیح کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محتاج نہیں۔ آخری فیصلہ میں حضرت مرزا صاحب نے سچے فیصلہ کی درخواست کی۔ سچا اور ناطق وہی فیصلہ کہلا سکتا ہے۔ جو خصم کے مسلمات پر مبنی ہو۔ اب ناظرین دیکھ لیں۔ کہ اگر خدانخواستہ ثناء اللہ حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی میں ہلاک ہوجاتا۔ تو کون عقلمند اس فیصلہ کو سچا اور ناطق فیصلہ قرار دے سکتا تھا۔ احمدی جماعت کو منہ دکھانے کی جرأت نہ ہوتی۔ مولوی ثناء اللہ کے جھولی چک اور بہنوا احمدیوں کا یہ کہکر ناطقہ بند کر دیتے۔ کہ قبلہ ثناء اللہ صاحب نے تو صاف لکھدیا تھا۔ کہ مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں۔ اور مسیلمہ کذاب بھی زندہ رہا۔ اور مفسد کذاب۔ دجال بازنفران۔ شریر اور بدمعاش لوگ بھی عمریں ملتی ہیں۔ اور طاعون سے ہلاک ہونا شہادت ہے۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ مولوی ثناء اللہ حق پر تھے۔ اور اس صورت میں یہ فیصلہ بالکل مشتبہ ہوجاتا۔ مگر چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ صادق تھے۔ اس لئے سچا اور ناطق فیصلہ یہی ہوسکتا تھا۔ کہ کذب کو زندہ رکھکر کاذب اور نافرمان اور دغاباز مسیلمہ ثانی کے کذب پر مہر ثبت کی جائے۔ اور اس کے تقریباً ہر مطالبہ کو پورا کیا جاوے۔ مولوی ثناء اللہ کا مطالبہ تھا۔ کہ میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہوسکتی ہے۔ اس لئے مجھے زندہ رکھکر اتمام حجت کی جائے۔ سو خدا نے اس کو زندہ رکھا۔ اور لمبی عمر دی۔ ادھر سلسلہ احمدیہ کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دیکر مولوی ثناء اللہ پر ہر آن ہزاروں موتیں وارد ہونے لگیں۔ ثناء اللہ نے دیکھا اور دیکھ رہا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی جماعت بوقت وفات کتنی تھی۔ اور اب کتنی ہے۔ دنیا کے چاروں کونوں میں احمدیہ مشن قائم ہوگئے۔ اور لاکھوں کی تعداد میں فی دین اللہ افواجا کا نظارہ اس کی پیش نظر ہے۔ واقعی مولوی ثناء اللہ اگر مرجاتا۔ تو باوجود کمال مخالفت اور ناخنوں تک ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے سلسلہ احمدیہ کی یہ ترقیاں اور یہ عروج کس طرح دیکھتا۔ نیز مولوی ثناء اللہ کو اعتراض تھا کہ ایام طاعون میں موت کی پیشگوئی کرنا چالاکی ہے۔ ہزاروں موتیں ہو ہی ہیں۔ اس کثرت اموات میں ثناء اللہ کی موت ہوجانا ناممکنات سے نہیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے طاعون کے ایسے وحشت خیز طوفان میں ثناء اللہ کو محفوظ رکھا اور تملی لھم لیزادوا اثماً کا نظارہ نہ صرف ثناء اللہ کو ہی بلکہ تمام دنیا کو دکھا رہا ہے۔ کہ کس طرح ابوزر کو لمبی مہلت لیکر آج ۱۵ راگست ۳۰ء کے اہلحدیث میں لیزادوا اثماً کا ارتکاب کر رہا ہے۔ مگر ساتھ ہی ابوزر پر اس کی پیہم ناکامیاں اور سلسلہ احمدیہ کی ترقیاں دوگونہ موت وارد کر رہی ہیں۔ اور ثناء اللہ کو سوائے چند کھوٹے پیسوں کے وصول ہونے کے نہ کوئی جماعت مل سکی۔ اور نہ ہی جماعت احمدیہ میں سے اپنی لمبی زندگی کے طفیل کمی کو واپس لے جاسکا۔ پس اس لحاظ سے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے نظارے بھی سامنے آرہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مسلمان لاکھوں کی تعداد میں اور مسیلمہ کذاب کے پیرو لاکھوں کی تعداد گئے۔ یہاں تک کہ ایک وقت آیا۔ کہ مسلمان تمام دنیا میں پھیل گئے۔ اور مسیلمہ کذاب ناکام اور نامراد خائب و خاسر ہوکر کذابوں کی موت مرا۔ اور اب اس کا نام لیوا کہلانا بھی باعث ننگ و عار سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس کے مقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام زندہ اور تاابد زندہ سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مشن ان کا مقصد ان کا سلسلہ قائم ہے۔ جس کے قیام اور استحکام کے لئے آپ مبعوث کئے گئے تھے۔ بعینہٖ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا وجود باجود ہے۔ آپ جس مقصد کو لے کر دنیا میں تشریف لائے۔ وہ نہ صرف قائم ہے۔ بلکہ باوجود ثناء اللہ جیسے جاں باز دشمنوں کی سرتوڑ کوشش کے ترقی کر رہا ہے۔ پہلے آپ کے نام لیوا ہندوستان تک محدود تھے۔ تو اب دنیا کے چاروں کونوں تک دکھائی دے رہے ہیں۔ ہر ابوزر امرتسری ہے۔ کہ جس کا اپنے پرانے حلقۂ واقفیت میں بھی وہ اثر اور رسوخ اور محبت قائم نہیں رہی جو دس سال پیشتر تھی۔ اور اب ریٹائرڈ ہوکر لکیلا یعلم بعد علم شیئاً کی منزل میں بھی پہنچنے لگا ہے۔ قبولیت عامہ کا یہ حال ہے۔ کہ اب ملکے سیر بھی خیر سے آپ کو کوئی نہیں پوچھتا۔ آریوں سے جیل پور میں منہ کی کھا کر اب آریوں سے بھی مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ عیسائیوں کے سامنے کھڑا ہونے کا حوصلہ نہیں۔ علمائے سلسلہ احمدیہ سے ایسا گھبراتا ہے۔ جیسے شیر سے حمار۔ البتہ غیر قائلین ضرور ہے اہلحدیث اخبار میں ایک آدھ کالم سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اور اب اس کی خانہ پری کرکے شکم پری کر رہا ہے ؎

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

بعض متلاشی حق ابوزر امرتسری کو خط لکھتے ہیں کہ آپ حلفیہ بیان شائع کردیں۔ کہ حضرت مسیح ناصری زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ تو آپ کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔ بعض لکھتے ہیں کہ آپ جماعت احمدیہ کے مطلوبہ حلف کو من وعن اپنی طرف سے شائع کرکے جماعت احمدیہ پر ہمیشہ کے لئے اتمام حجت کردو۔ تو سرد ہوجاتا ہے۔ اور اس طرح خاموش رہنے میں ہی اپنی نجات سمجھتا ہے۔ مگر آخر تابہ کے۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ کیا اسی لمبی اور ناکام اور حسرت انگیز زندگی پر ابوزر امرتسری اترا تا ہے۔ جو ہزاروں موتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ یہ زندگی تو وبال جان اور لا یموت فیھا ولا یحیٰی کی مصداق ہے۔

ابوزر امرتسری کا سیاہ جھوٹ

مولوی ثناء اللہ نے اس آخری فیصلہ کے متعلق ایک ڈائری کے ذریعہ عجیب دھوکا دہی کا وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ باوجودیکہ اسی اعلان میں صریح طور پر حضرت مرزا صاحبؑ نے تحریر فرمادیا تھا۔ کہ:۔

"یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے"

جس کو ابوزر امرتسری انکار فیصلہ کے مضمون میں تسلیم کرچکا ہے۔ پھر بھی ثناء اللہ ایک غیر متعلق پہلے کی ڈائری کو اس کے ساتھ ملحق کرکے پبلک کو خواہ مخواہ دھوکا دیتا ہے۔ کہ گویا یہ دعا الہام یا وحی کی بناء پر تھی۔ حالانکہ یہ آخری فیصلہ ۱۵ راپریل کا لکھا ہوا ہے۔ اور ڈائری اس سے پہلے کی ہے اس کو تو اس ۱۵ راپریل کے اعلان سے کچھ بھی تعلق اور نسبت نہیں۔ اگر یہ ڈائری فی الواقع اس اعلان کے متعلق ہوتی۔ تو حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات تک جو قریباً ایک سال کا زمانی عرصہ ہے۔ مولوی ثناء اللہ اپنے کسی اخبار میں اس کا اشارہ ہی کردیتا۔ کہ مرزا صاحبؑ ایک طرف تو لکھ رہے ہیں۔ کہ یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وحی والہام کی بنا پر نہیں۔ ادھر ڈائری میں وحی والہام کی بنا قرار دی گئی ہے۔ ثناء اللہ سے ایسی فروگذاشت ہونی قریباً ناممکن تھی۔ خصوصاً ان دنوں میں جب کہ صرف یہی سوال اخباروں میں زیر بحث تھا۔ البتہ یہ امر ضرور ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی یہ دعا ضرور قبول ہوئی۔ اور اسی رنگ میں قبول ہوئی۔ جس رنگ میں آخری اور سچا اور ناطق فیصلہ ہونا ضروری تھا۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے سچا فیصلہ طلب کیا۔ وہ سچا فیصلہ مولوی ثناء اللہ کا منہ مانگا ہی ہو سکتا تھا۔ کہ صادق کامیاب زندگی کے ساتھ فوت ہو۔ اور کاذب دغا باز نافرمان۔ شریر۔ مسیلمہ کذاب کی طرح زندہ رہے۔ اور لمبی عمر پاوے۔ سو دیکھ لو۔ کہ صادق باوجود فوت ہونیکے زندہ موجود ہے۔ اور کاذب باوجود زندہ رہنے کے ہر آن نار اللہ الموقدۃ کا تختہ مشق بن رہا ہے۔ کیا اب بھی اس کے سچا فیصلہ ہونے میں کوئی شک باقی رہا ہے۔ بلکہ میری تو دل سے ثناء اللہ کے حق میں یہ دعا نکل رہی ہے۔ کہ ؎

تم لکھتے رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

آدم اوّل اور آدم ثانی کے دشمن کا مقابلہ

آدم اوّل کے وقت سے بھی ایک شخص الی یوم القیامۃ مہلت یافتہ ہے۔ اور تا ایندم انبیاء علیہم السلام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ مگر ناکامی پر ناکامی دیکھ رہا ہے۔ اور انشاء اللہ تا قیامت دیکھتا رہے گا۔ تو اب یک نہ شد دو شد کہ آدم ثانی کے مخالف ابوزر نے بھی ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں انما نملی لھم لکھکر مہلت مانگی ؎

خوب گذریگی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

دیکھیں کون بازی لے جاتا ہے۔ اتنا فرق ہے۔ کہ آدم اوّل کے زمانہ والا کہن سالہ ہو گیا ہے۔ اور آدم ثانی کے زمانہ والہ ابھی تازہ دم ہے۔ ممکن ہے۔ کہ یہ اس سے بازی لے جائے۔ بہر حال برابر کا جوڑ ہے۔ لیکن چونکہ مقصد واحد ہے۔ اس لئے خطرہ ہے۔ کہ کہیں آپس میں مل نہ جائیں۔

اہلحدیث کا دس نمبری جھوٹ

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اہلحدیث ۱۵ اگست کے حاشیہ صـ۱۱ میں مندرجہ ذیل حسب عادت ایک اور جھوٹ درج کیا ہے:۔

"مرزا صاحب قادیانی نے حضرت میانصاحب (مولانا سید نذیر حسین) کے حق میں پیشگوئی کی تھی۔ کہ آپ ابتر (بے اولاد) رہیں گے (حقیقۃ الوحی) نتیجہ یہ ہوا کہ میانصاحب کے پوتے بھی پوتوں کے دادا ہو کر فوت ہوئے ہیں۔ ہمارا گمان ہے کہ خاندان نذیریہ کی ترقی مرزا صاحبؑ کے الہام اور دعا کا اثر ہے۔ کیوں ؎

مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ"

(اہلحدیث)

یہ حاشیہ مولوی نذیر حسین دہلوی کے نواسہ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے۔ ثابت تو یہ کرنا چاہتا ہے۔ کہ مولوی نذیر حسین ابتر نہیں تھے۔ اور دلیل دے رہا ہے۔ مولوی نذیر حسین کے نواسہ کی فوتیدگی کی۔ اسی قسم کے استدلال پر کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الایا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

اور اس کا نام مولوی ثناء اللہ خاندان نذیریہ کی ترقی رکھتا ہے۔ یہ طرز استدلال ہی مولوی ثناء اللہ کے رنیٹارڈ ہونے پر کافی دلیل ہے۔ اوّل تو اس نے یہ سیاہ جھوٹ بولا۔ کہ گویا حضرت مرزا صاحبؑ نے مولوی نذیر حسین کے لئے ابتر ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ حالانکہ اس قسم کی کوئی پیشگوئی بھی حقیقۃ الوحی میں درج نہیں اگر سچا ہے۔ تو حضرت مرزا صاحبؑ کی پیشگوئی کے وہ الفاظ لکھے۔ جس میں یہ درج ہو۔ کہ مولوی نذیر حسین ابتر مریگا۔ مگر ہمیں یقین ہے۔ کہ وہ تا قیامت بھی ایسی پیشگوئی نہیں دکھا سکتا۔

دوسرے اگر مولوی نذیر حسین کی ابتر موت واقع ہونی غلط ہے۔ تو پھر بتائے۔ کہ مولوی نذیر حسین کے مرتے وقت ان کے کتنے بیٹے موجود تھے۔ نواسے نواسی سے اولاد نہیں چلا کرتی۔ کیونکہ اولاد نرینہ ہی خاندان کی ترقی و تنزل کا موجب ہوتی ہے۔ اور خدا کے پاک اور برگزیدہ بندوں کی نسل اور خاندان ایسی خلف الرشید اور متقی اولاد کے ذریعہ چلتی ہے۔ جو حقیقی معنوں میں اپنے باپ کی جانشین ہو۔ جس مشن اور مقصد کو باپ چلا رہا ہو۔ اس مقصد کو ہو بہو نہ صرف اولاد بھی چلانے کے قابل ہو۔ یہ نہیں۔ کہ باپ تو مولوی فاضل اور ایڈیٹر اور بڑا لیکچرار اور علم و فضل کا مدعی اور بیٹا اخبار کی چٹوں کو بھی اچھی طرح نہ لکھ سکے۔ اور اپنے کردار و اعمال کی بدولت باپ کو کسی سوسائیٹی میں منہ دکھانے کے قابل نہ رکھے۔ اور کہیں بھی جرأت اور حوصلہ سے باپ اپنے بیٹے کو پیش کر کے یہ نہ کہہ سکے۔ کہ یہ میرا خلف الرشید اور میرے بعد میرا قائمقام ہے۔ ایسے ناخلف بیٹے پر کوئی ناخلف ہی فخر کر سکتا ہے۔ ایسی حالت میں ایسے باپ کا اپنے تئیں ابتر اور بے اولاد کہلانا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ رسوائے عالم بیٹے کا باپ کہلائے ؎

زناں بار بردار اے مرد ہشیار
اگر وقت ولادت مار زائند
ازاں بہتر بہ نزدیک خردمند
کہ فرزندان نابکار زائند

پس یہ تمہارا بالکل غلط جھوٹ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے مولوی نذیر حسین کے ابتر مرنے کی پیشگوئی کی۔ اور یہ بھی بالکل سچ ہے۔ کہ مولوی نذیر حسین اولاد نرینہ نہ ہونے کی حالت میں مرے۔ پس سچے ہو تو ہر دو امور کی ذرا تغلیط تو کر کے دکھاؤ۔ ورنہ شرماؤ! شرماؤ!! اس چند روزہ زندگی پر دھوکا نہ کھاؤ۔ اور دنیا کو ورغلانے سے باز آؤ۔ اپنے مقابل حضرت مرزا صاحبؑ کو دیکھو۔ کہ کس طرح خدا نے اپنے مامور کو تمہارے مقابل نہ صرف جسمانی طور پر ابتر رہنے سے محفوظ رکھا۔ بلکہ وعدے پر وعدے دیئے۔ کہ تیری نسل کو بڑھاؤنگا۔ اور بیشمار بڑھاؤں گا۔ اب تم ذرا مخلی بالطبع ہو کر سوچو۔ کہ حقیقی رنگ میں جماعت احمدیہ کا موجودہ امام کیا بلحاظ روحانی نسبت کے اور کیا بلحاظ جسمانی نسبت کے حقیقی جانشین ہے یا نہ۔ اور کیا حضرت مرزا صاحب تمہاری طرح کسی سوسائیٹی میں بھی شرمندہ ہو سکتے ہیں۔ پس سوچو۔ ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار ؎